Notification No.582/2025
Date of Award: 25/07/2025

Name of Scholar: **Mohd Shahid**
Name of Supervisor: **Dr. Jawaid Alam**
Name of Department: **Department of History & Culture**
Name of Faculty: **Humanities and Languages**
Topic of Research: **Faith and Politics in Colonial and Contemporary India: A Study of Jamiuyat al-ulama-i-Hind, 1919-1992**

Findings

زیرِ نظر تحقیق کا ہر باب نہ صرف ایک مخصوص پہلو کو اجاگر کرتا ہے بلکہ مجموعی طور پر برصغیر کی آزادی، مسلمانوں کی اجتماعی جدوجہد، اور جمعیت علماء ہند کے ہمہ جہت کردار کو ایک تاریخی تسلسل کے ساتھ بیان کرتا ہے۔ان ابواب کا تجزیاتی مطالعہ ہمیں اس بات کا شعور دیتا ہے کہ جمعیت علماء ہند محض ایک دینی جماعت نہیں تھی، بلکہ وہ ایک ایسا فکری و عملی قافلہ تھا اور آج بھی ہے جو نظریے، سچائی، عدل اور قومی یکجہتی کی بنیاد پر تشکیل پایا اور وقت کے شدید سیاسی و فکری طوفانوں میں بھی اپنی نظریاتی وفاداری اور اصولی استقلال پر ثابت قدم رہا۔

۱۔جمعیت علماء ہند نے ملک کی آزادی کی تحریک میں نمایاں کردار ادا کیا۔

۲۔جمعیت علماء ہند کانگریس کو ایک سیاسی جماعت مانتی تھی، نہ کہ مذہبی۔

۳۔انگریزوں نے مسلم لیگ کے ذریعہ مسلمانوں کوایک الگ قوم بنایا۔

۴۔جمعیت علماء ہند نے پاکستان کے قیام کے مطالبہ کو مسلمانوں کے لئے نہایت نقصان دہ اور تباہ کن قرار دیا۔

۵۔جمعیت علماء ہند نے کبھی بھی دو قومی نظریہ کی حمایت نہیں کی اور نہ ہی اس کے سب سے مہلک نتیجے یعنی تقسیم ہند کی تائید کی۔

۶۔جمعیت علماء ہند نے مسلم پرسنل لاء کی حفاظت کے لئے زبردست خدمات انجام دیں۔

۷۔جمعیت علماء ہند نے ہندستانی مسلمانوں کو دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ عصری تعلیم کے میدان میں آگے بڑھانے کے لئے تمام ممکنہ اقدامات کئے۔

۸۔جمعیت علماء ہند ایک ایسا ہندستان چاہتی تھی جہاں پر تمام ہندستانی اپنے اپنے مذہب پر مضبوطی سے عمل کرتے ہوئے آپس میں پیار و محبت کے ساتھ ایک ساتھ رہ سکیں۔

پہلے باب میں ہندوستان کی سیاسی، سماجی، معاشی اور ثقافتی تاریخ کے موضوعات پر گفتگو کی گئی ہے، جو نہایت بنیادی نوعیت کے ہیں، جو نہ صرف ۱۸۵۷ سے قبل اور بعد کی صورت حال کو بیان کرتے ہیں بلکہ اس کے بعد پیدا ہونے والی پیچیدہ تبدیلیوں کو بھی مفصل طور پر اجاگر کرتے ہیں۔اس میں یہ دکھانے ن کی کوشش کہ گئ ہے کہ ہندوستانی مسلمانوں کو انگریزوں کی نوآبادیاتی پالیسیوں کے تحت کس طرح منصوبہ بند طریقے سے نشانہ بنایا گیا۔ان پالیسیوں نے مسلمانوں کو سماجی، معاشی اور تعلیمی لحاظ سے پسماندگی کی طرف دھکیل دیا، لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ بھی واضح ہوا کہ یہی جبر آگے چل کر بیداری اور مزاحمت کی تحریکات کا پیش خیمہ بنا۔اسی تناظر میں اسلامی دنیا کی حالت اور ۱۹۰۵ سے ۱۹۱۹ کے درمیان سیاسی و انقلابی تحریکوں جیسے ریشمی رومال تحریک اور جلیانوالہ باغ جیسے سانحات کو سیاسی شعور کے ابھار سے جوڑ کر بیان کیا گیا ہے۔یہ باب درحقیقت بعد کی بحثوں کے لیے ایک فکری و تاریخی بنیاد فراہم کرتا ہے۔اسی باب میں جمعیت علماء ہند کے قیام کو بھی بیان کیا گیا ہے۔

دوسرے باب میں جمعیت علماء ہند کے سیاسی ظہور اور اس کے تحریکِ آزادی میں شرکت کا باریک بینی سے اور مفصل طور پر بیان کیا گیا ہے۔جمعیت کے سیاسی شعور، اس کی حکمت عملی، اور برطانوی سامراج کے خلاف اس کی مسلسل مزاحمت کو ایک تاریخی تسلسل کے

ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ جمعیت نے جہاں ایک طرف مسلمانوں کے دینی تشخص کا تحفظ کیا، وہیں دوسری طرف ہندوستانی قوم پرستی اور مشترکہ جدوجہد آزادی کے جذبے کو بھی فروغ دیا۔ جمعیت نے ہر اُس مقام پر آواز بلند کی جہاں ظلم، ناانصافی، یا فرقہ واریت نے سر اُبھارنے کی کوشش کی۔ مسلم لیگ کے ساتھ بعض اوقات اشتراک عمل کو بھی ایک سیاسی تدبر کے مظہر کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔

تیسرے باب میں جمعیت کی جانب سے تحریک پاکستان اور دو قومی نظریے کی مخالفت کو جس تفصیل اور قوت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے، وہ جمعیت کی نظریاتی بصیرت، دینی فہم، اور سیاسی دور اندیشی کا مظہر ہے۔ جمعیت نے دو قومی نظریہ کو صرف ایک سیاسی خطا نہیں بلکہ دینی و اخلاقی لحاظ سے بھی ایک خطرناک تفریق قرار دیا، جو ملت اسلامیہ کے تصورِ اُمت اور اسلامی اتحاد کے اصولوں کے منافی تھی۔ لاہور قرارداد کی مخالفت، نظریہ پاکستان کی تردید، اور متحدہ ہندوستان کے حق میں دلائل و اقدامات کو اس انداز سے پیش کیا گیا ہے کہ جمعیت کا تصورِ ملت، وطن اور مذہب کے درمیان ایک ہم آہنگ رشتہ قائم کرتا نظر آتا ہے۔

چوتھے باب میں نوآبادیاتی دور اور آزادی کے بعد اسلامی شریعت کے تحفظ اور مسلمانوں کے بنیادی حقوق کے دفاع میں جمعیت کے کردار کو نہایت بصیرت افروز انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ باب اس بات کا عکاس ہے کہ جمعیت صرف ایک سیاسی جماعت نہیں بلکہ ایک ایسی فکری و عملی تحریک ہے جس نے مسلمانوں کی زندگی کے مختلف پہلوؤں سیاسی، سماجی، معاشی، ثقافتی اور آئینی حقوق کے تحفظ کے لیے مسلسل جدوجہد کی۔ اس کی آئینی بصیرت، جمہوری اقدار سے وابستگی، اور اقلیتوں کے لیے مساوی حقوق کی وکالت اسے ایک منفرد مقام عطا کرتی ہے۔ یہ باب اس حقیقت کی بھی نشان دہی کرتا ہے کہ جمعیت نے آئینی دائرے میں رہتے ہوئے اپنی تمام جدوجہد کو منظم اور مربوط رکھا اور اس کا ہر اقدام ایک اصولی موقف کا اظہار تھا، نہ کہ وقتی سیاسی فائدے کا نتیجہ۔

پانچویں باب میں تعلیم کے میدان میں جمعیت علماء ہند کی کوششوں کو بیان کیا گیا ہے۔ تعلیم کو جمعیت نے صرف حصولِ علم یا معاشی ترقی کا ذریعہ نہیں سمجھا، بلکہ اسے دینی و اخلاقی تربیت، قومی شعور اور سماجی ذمے داری کا بنیادی ستون تصور کیا۔ دینی اور عصری علوم کے امتزاج، وظائف کی فراہمی، تعلیمی اداروں کے قیام اور تعلیمی شعور کے فروغ کے ذریعے جمعیت نے مسلمانوں کو ایک باشعور، باوقار اور کارآمد شہری بنانے کی اپنی ترف سے پوری کوشش کی اور آج بھی وہ کر رہی ہے۔ جمعیت کی نظر صرف مذہبی تحفظ پر ہی نہیں بلکہ مسلمانوں کی ہمہ جہت ترقی پر بھی مرکوز تھی اور ط آج بھی ہے۔

مجموعی طور پر یہ تحقیق اس امر کی واضح شہادت پیش کرتی ہے کہ جمعیت علماء ہند نہ صرف ایک مذہبی ادارہ تھی بلکہ ایک ہمہ جہت قومی تحریک رہی ہے، جو سیاسی، سماجی، نظریاتی اور تعلیمی میدان میں ایک مکمل نصب العین کے ساتھ سرگرم عمل رہی اور آج بھی سرگرم

ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہا جا سکتا ہے کہ وہ ایک ایسی ہمہ گیر تحریک رہی ہے جس نے نہ صرف برطانوی استعمار کے خلاف آواز بلند کی، بلکہ تقسیم ہند کے نظریاتی جواز کو بھی چیلنج کیا۔ اس کی جدوجہد صرف آزادی کے حصول تک محدود نہیں بلکہ آزادی کے بعد بھی ہندوستانی مسلمانوں کی شناخت، حقوق اور تعلیمی و سماجی ترقی کے لیے اس کا عزم برقرار رہا۔ تحقیق کا حاصل یہی ہے کہ جمعیت علماء ہند برصغیر کے مسلمانوں کی تاریخ میں ایک مثالی کردار رکھتی ہے، اور جس نے اپنے اعلیٰ ترین نظریے، عمل، اور استقامت کا وہ روشن نمونہ پیش کیا، جو تاریخ ہند کے ایک اہم باب کے طور پر ہمیشہ یاد رکھا جائے گا، اور آنے والے وقت میں بھی فکری رہنمائی کا سرچشمہ بن سکتا ہیں۔